تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جلد نمبر ۳   ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء   شمارہ نمبر ۴۰   قیمت فی پرچہ: ۲ روپے

دنیا میں نظام کبھی بھی انتخابی سیاست کے ذریعے نہیں بدلے اس کے لیے انقلاب کی ضرورت ہوتی ہے

پاکستان کی بقاء و استحکام کی ضمانت "امریکی سرمایہ کاری" نہیں بلکہ "اسلام کا نفاذ" ہے

پاکستان کے حالات کا حل حکومت کی تبدیلی نہیں بلکہ کامل نظام کی تبدیلی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد

کوئٹہ (نامہ نگار) پاکستان کی بقا و استحکام کی ضمانت امریکی سرمایہ کاری نہیں بلکہ نفاذ اسلام ہے۔ کیونکہ یہ ملک بنا ہی اسلام کے نام پر تھا اور اسلام ہی اس ملک کی ولدیت ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد نے گزشتہ دنوں کوئٹہ پریس کلب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن کی جنگ اقتدار کے لیے ہے اور یہ جنگ ملکی استحکام کے لیے خطرناک ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کی حکومت کو ایٹم بم کی موجودگی کا کھل کر اعتراف کرنا چاہیے اور اگر ایٹم بم موجود نہیں ہے تو اس کے بنانے کا اعلان کرنا چاہیے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ پاکستان کے مسائل کا حل حکومتوں کی تبدیلی نہیں بلکہ کامل نظام کی تبدیلی ہے۔ کیونکہ جو نظام اس وقت ملک میں چل رہا ہے' وہ کسی اعتبار سے بھی عوام کے مسائل کو حل نہیں کر سکتا ہے اور موجودہ نظام بھی درحقیقت اسلام کی ضد ہے۔ اصل نظام اللہ تبارک و تعالیٰ کا عطا کردہ نظام خلافت ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں کبھی بھی نظام انتخابی سیاست کے ذریعے سے نہیں بدلے بلکہ اس کے لیے انقلاب کی ضرورت ہے اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسلام کو انقلاب کے ذریعے قائم و نافذ کیا تھا اور اب بھی دین کے قیام و نفاذ کے لیے ہمیں منہج انقلاب نبوی کو اختیار کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں بڑھتی ہوئی مذہبی فرقہ بندی ملک و دین کے لیے انتہائی خطرناک ہے اور اس کی وجہ سے مساجد میں بم دھماکوں کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔

آج جماعت اسلامی کے امتیازات' اس کی خصوصیات اور اس کا تشخص باقی نہیں ہے (نعیم صدیقی)

قاضی حسین احمد نے اپنے آپ کو امارت کے لیے امیدوار پیش کیا جو جماعت کے دستور کی خلاف ورزی ہے

جماعت کی شوریٰ میں غیر منتخب ارکان اور نامزد نمائندوں کی تعداد بڑھا دی گئی ہے

لاہور (عرفان صدیقی) اکتوبر ۱۹۹۳ کے انتخابات میں جماعت اسلامی کی ناکامی کے بعد قاضی صاحب کے استعفیٰ اور اس کے ساتھ ہی ان کی امیدواری سے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہوگیا تھا۔ انہوں نے ارکان جماعت کے نام جو خط لکھا اور جس میں اپنے آپ کو بطور امیدوار پیش کیا' وہ جماعت کے دستور کی صریح خلاف ورزی تھی۔ کیونکہ ہمارا دستور نہ تو کسی عہدے کے لیے امیدوار بننے کا حق دیتا ہے' نہ کنویسنگ کا۔ ان خیالات کا اظہار تحریک فکر مودودی کے قائد مولانا نعیم صدیقی نے کراچی کے ہفت روزہ "تکبیر" کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ صورت حال یہ ہے کہ ۱۹۴۱ سے جس جماعت کے ممبر چلے آ رہے ہیں' آج اس جماعت کے امتیازات' اس کی خصوصیات اور اس کا تشخص باقی نہیں رہا۔ وہ مقاصد ہی ختم ہو چکے ہیں' جن کے لیے ہم برسوں سے تگ و دو کرتے اور قربانیاں دیتے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اب جماعت اسلامی میں وہ بنیادی تھیوری یا نظریہ' جس پر نصف صدی سے کام ہو رہا تھا' پس پشت ڈال دیا گیا۔ اقتدار کا حصول مقصد ٹھہرا اور ہجوم عام جمع کرنے کی کوششیں شروع ہونے لگیں۔ "ترجمان القرآن" کے ذریعے ایک نئی حکمت عملی کا تصور اجاگر کیا گیا کہ "دین کے لیے اقتدار ضروری ہے اور اقتدار کے لیے انتخابات میں کامیابی ضروری ہے اور انتخابات میں کامیابی کے لیے عوام کو خوش کر کے ووٹ لینا ضروری ہے۔ لہٰذا یہ سب باتیں تقاضائے دین ہیں"۔

مولانا نعیم صدیقی نے کہا جماعت کی شوریٰ کی طرف سے طے شدہ پالیسی کے بعد اپنی مرضی سے انحراف کی راہیں نکالی جا رہی ہیں۔ خود شوریٰ کے اندر غیر منتخب ارکان اور نامزد نمائندوں کی تعداد بڑھا دی گئی ہے۔ چھ چھ نائب امراء بھی اب شوریٰ کا حصہ ہیں۔ یوں شوریٰ کو بھی ایک حد تک بے بس کر دیا گیا ہے۔

امریکی سرمایہ کاری کا معاہدہ فراڈ ہے (ڈاکٹر مبشر حسن)

لاہور (پ ر) امریکہ کی طرف سے پاکستان میں چار ارب ڈالر کی سرمایہ کار کا معاہدہ فراڈ پر مبنی ہے اور یہ معاہدہ پاکستانی اور امریکی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ ان خیالات کا اظہار سابق وزیر خزانہ اور ماہر اقتصادیات ڈاکٹر مبشر حسین نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ انٹرنیشنل مارکیٹ کے مطابق ایک میگاواٹ تھرمل پاور پلانٹ کے لیے ۵ سو سے ۶ سو ہزار ڈالر اخراجات آتے ہیں جب کہ پاکستانی حکومت نے جو معاہدے کیے ہیں' ان میں سے بعض ۱۲۱۵ ہزار ڈالر فی میگاواٹ اخراجات آئیں گے۔

"حقیقت کا انکشاف"

نیو ورلڈ آرڈر واقعی جیو ورلڈ آرڈر

لاہور (این۔ این آئی) نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ امریکی صدر جارج بش کا ایجاد کردہ نہیں بلکہ دو سو سال قبل ۱۷۷۶ میں ایک یہودی مذہبی رہنما آدم ویشاپت کا ایجاد کردہ ہے۔ یہ انکشاف کینیڈا میں شائع ہونے والی کتاب "نیو ورلڈ آرڈر اینڈ دی تھرون آف دی اینٹی کرائسٹ" میں کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد نے بہت عرصہ قبل نیو ورلڈ آرڈر کو جیو ورلڈ آرڈر قرار دیا تھا۔ یعنی یہ ورلڈ آرڈر یہودیوں کا وضع کردہ ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام   نظامِ خلافت کا قیام

ان شاء اللہ العزیز تنظیمِ اسلامی کا انیسواں سالانہ اجتماع

بمقام قرآن آڈیٹوریم اتاترک بلاک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور

21 22 23 24 اکتوبر 94ء

اس موقع پر جلسہ خلافت
جمعۃ المبارک 21 اکتوبر صبح دس بجے بمقام باغ بیرون موچی

ٹی وی ڈرامے اور فلمیں کبھی کبھی دیکھ لیتا ہوں (مولانا فضل الرحمان)

لاہور (نامہ نگار) ٹی وی تو اب گھر گھر آ گئے ہیں۔ ڈرامے وغیرہ اور فلمیں کبھی کبھی دیکھ لیتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار جمیعت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمان خان نے جنگ میگزین کو دیے گئے انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بہت سی ضرورتیں ٹی وی کے ساتھ وابستہ ہوگئی ہیں۔ ہمارے گھر میں بھی دو تین سال پہلے ٹی وی آیا اور یہ بھی سیاسی ضرورت کے تحت آیا۔ انہوں نے موسیقی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ نہیں میں موسیقی نہیں سنتا۔ اگر کبھی سنتا بھی ہوں تو اکتا جاتا ہوں۔

کشمیری تحریک کے خاتمہ کی صورت میں پاکستان کو نقصان ہوگا (حمید گل)

اسلام آباد (پ ر) حکومت پاکستان کی کشمیر پالیسی انتہائی غیر اطمینان بخش ہے۔ کیونکہ یہ کمزوری اور خوف پر منحصر ہے۔ ان خیالات کا اظہار آئی۔ ایس آئی کے سابق سربراہ حمید گل نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر کشمیر کی تحریک کچلی گئی تو اس کا سب سے زیادہ نقصان پاکستان کو ہوگا۔ ہم اس وقت پوری دنیا اور عالم اسلام میں تنہا ہوتے جا رہے ہیں اور اس کی وجہ ہماری امریکہ نواز پالیسی ہے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

اسرائیل نے نئی یہودی بستیاں تعمیر کرنے کی اجازت دے دی

مقبوضہ بیت المقدس (مانیٹرنگ ڈیسک) اسرائیل حکومت نے مقبوضہ مغربی کنارے کے علاقے میں نئی یہودی بستیاں تعمیر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق جو نئی یہودی بستیاں تعمیر کی جا رہی ہیں' ان میں ایک غرب اردن میں اور دوسری بیت المقدس کے مشرق میں ہوگی۔

تہران (نارن ڈیسک) ایرانی حکومت نے صوبہ تہران میں موجود ۱۵۰۰ غیر قانونی افغان پناہ گزینوں کو ایران سے نکال دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایران میں مقیم غیر قانونی افغان پناہ گزینوں پر سختی کر دی گئی ہے۔

ہفت روزہ **ندائے خلافت** لاہور

موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان!

وطن عزیز کی فضا آج صرف شکوک و شبہات اور بے چینی و بے یقینی سے بوجھل ہی نہیں، اب تو بوئے خوں بھی اس میں رچی بسی لگتی ہے۔ محاذ آرائی ہماری قومی زندگی کے تقریباً ہر گوشے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے اور سیاسی محاذ آرائی تو بند گلی کے اس سرے پر ہے جہاں سے آگے کا راستہ مسدود اور واپسی میں شخصی منافرت و عداوت کی وہ دہکتی بھٹی حائل ہے جسے محاذ آرائی کے دونوں فریقوں نے جی بھر کے ایندھن سے بھرا ہے۔ ایک آدھ دن بعد جو پہیہ جام ہڑتال ہونے والی ہے، وہ جس پیمانے پر فساد کا باعث بن سکتی ہے اس کے تصور ہی سے جھرجھری آتی ہے لیکن خیریت رہے تب بھی یہ کوئی آخری حربہ تو نہیں، دراصل اگلے مرحلے کا آغاز ثابت ہوگی اور اگلا مرحلہ پچھلے سے یقیناً زیادہ شدید اور خطرناک ہوگا۔

بدقسمتی سے سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس محاذ آرائی نے معاشرے کے سب طبقات کے دل و دماغ کو کم یا زیادہ لیکن بہرحال متاثر ضرور کیا اور کشمکش اقتدار کی اس آخری جنگ کے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جذباتی وابستگی ہر مرد و زن کے لئے لازم ہو کر رہ گئی ہے۔ اب ایک تو وہ مفاد یافتہ لوگ ہیں جنہیں لوٹا ہوا مال ٹھکانے لگانا ہے جس سے پہلے احتساب اگر شروع ہوگیا تو ان کا "نقصان" ہوگا، ایک وہ طبقہ ہے جن کے لئے یہ بحران ایک نعمت ہے کہ اسی میں ہاتھ رنگنے کا موقع اسے دستیاب ہوگا اور ایک وہ گروہ ہے جو لوٹ مار کے لئے اپنی باری کے انتظار میں ہے۔ ان سب کو تو لنگوٹے کس کر میدان میں اترنا ہی تھا، سوال یہ ہے کہ عام لوگ جو ہر زمانے میں ان تینوں گروہوں کے بدترین استحصال کا شکار رہے، وہ کیوں فریق بنتے ہیں۔ ان دونوں بلاؤں کو آپس میں لڑنے دیں تو کم از کم ایک بلا سے تو جان چھوٹے گی اور جواب یہ حاصل ہوتا ہے کہ بظاہر یہ پروپیگنڈے کا کمال ہے، میڈیا کا کھیل ہے اور "انفریشن" سے زیادہ "ڈس انفریشن" کا معجزہ ہے۔ ذرائع ابلاغ نے جب تک اس حد تک ترقی نہ کی تھی اس وقت تک لوگ خود بھی غور و فکر کیا کرتے تھے، اب انہوں نے دل و دماغ کی لگامیں میڈیا اور پروپیگنڈے کے ہاتھوں میں دے دی ہیں۔ تاہم ذرا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو اصل وجہ بھی سمجھ میں آجائے گی جو یہ ہے کہ ہماری آبادی کی عظیم اکثریت بڑے ہی ہیبتناک نظریاتی افلاس کا شکار ہو چکی ہے۔ وہ فکری انتشار ہی کا شکار نہیں، بے مقصدیت کے صحرا میں بھٹک بھی رہی ہے اور اپنے لئے کسی منزل کا تعین نہ کرنے کی وجہ سے خلاء میں معلق ہے۔

ایسے میں وہ لوگ بھی موجودہ سیاسی محاذ آرائی میں کسی ایک یا دوسرے فریق کے جذباتی حلیف اور باہر سے نہیں تو اندر ہی سے حامی و مددگار بن جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی دینی ذمہ داریوں کے شعور سے نوازا ہے تو یہ "اسد اللہ خاں، قیامت ہے"۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء اور اس کی تحریک خلافت کے معاونین بفضل تعالیٰ اتنے باشعور تو ہیں کہ عملاً اس کشمکش کا حصہ ہرگز نہ بنیں گے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے تحت الشعور میں بھی یہ حقیقت پوری طرح جاگزیں ہو جائے کہ موجودہ بھیانک صورت حال دراصل قوم کے اجتماعی کرتوتوں کا لازمی نتیجہ ہے جن کی ذمہ داری معاشرے کے مختلف طبقات پر کم و بیش تو عائد ہوتی ہے، پوری طرح بری کوئی بھی نہیں۔ پوری قوم نے اللہ تعالیٰ سے اپنے آزاد وطن میں اللہ کا دین قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا اور پوری قوم ہی وعدہ خلافی کے جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس احساس کی صداقت اور شدت میں جتنا اضافہ ہوگا، اتنا ہی یہ یقین بھی مضبوط ہوگا کہ کام کرنے کا موسم تو دراصل یہی ہے۔ قوم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دامن رحمت کو چھوڑ کر نفس کی غلامی اختیار کرلی اور آخرت کی فکر سے جان چھڑا کر دنیا کے عارضی مفادات کے پیچھے دوڑ لگادی جس کا نتیجہ اب بالکل سامنے پڑا ہے۔ اس کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا آسان ہوگیا ہے۔ کہاں تو یہ کہ آپ سمجھاتے پھریں کہ لوگو، یوں کروگے تو ووں ہو جائے گا اور کہاں یہ کہ صرف انگلی سے اشارہ کردینا کافی ہو کہ بھائیو! دیکھ لو یہ ہے تمہاری خرمستیوں کا نتیجہ! یہ موسم پھر میسر ہو نہ ہو، اس سے جتنا زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے ضرور اٹھایا جائے۔

ہمارے ساتھیوں پر اس وطن کا حق ہے جس کے تحفظ میں کدوکاوش کرکے ہم اپنے دین کی خدمت بھی ساتھ کے ساتھ کرسکتے ہیں----اور اس کی توجیہ ان لوگوں کے سامنے تو رکھنے کی ضرورت نہیں جو امیر تنظیم و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو سنتے اور پڑھتے ہیں----کہ زندگی کے دوسرے مشاغل اور حد سے زیادہ ضروری مصروفیات میں سے بھی وقت نکال کر اپنے اپنے حلقوں میں حالات کی نزاکت کا احساس اجاگر کریں اور انہیں اس بات کا قائل کریں کہ اخروی نجات ہی نہیں بلکہ دنیاوی فلاح کا بھی واحد دستیاب راستہ اب یہ ہے کہ ہم "حاکمیت عوام" پر تین حرف بھیج کر "خلافت ربانی" کے اسی منصب جلیلہ کو اپنے لئے پسند کرلیں جو ازل سے ہمیں عطا فرمایا گیا۔ حاکمیت تو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے، ہمارا بندگی میں ہی بھلا ہوگا۔ آزمائش شرط ہے! اللہ کی عطا کردہ خلافت کی یہ خلعت سب سے پہلے ہمیں اپنے جسموں پر سجانی ہے، پھر پورے معاشرے کو، اپنے ملک کو اور آخرکار کرۂ ارضی کے خشک و تر کو اس کی برکات کے نور سے منور کرنا ہے۔

یاد رکھئے اس پیغام کو عام کرتے ہوئے بھولے سے بھی موجودہ سیاسی کشمکش میں کسی ایک فریق کا حامی ہونے کا تاثر نہ دیجئے۔ اپنے شعوری فیصلے کو جذباتی اشتعال کی زد میں آنے کا ذرا بھی موقع نہ دیجئے خواہ وہ اشتعال آپ کے مخاطب کا پیدا کردہ ہو خواہ آپ ہی کے دل کے کسی دور دراز گوشے سے اچانک برآمد ہو جائے۔ ہمارے لئے دونوں یکساں برائی ہیں، خیر کی ان میں سے کسی سے بھی توقع نہیں اور "چھوٹی برائی" کو "بڑی برائی" پر ترجیح دینے کا تجربہ تک بھی ہم سے زیادہ "سیانے" لوگ پہلے ہی کرکے بھگت چکے ہیں۔ OO

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا

الکہف

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اتاری اپنے بندے (محمدؐ) پر کتاب، اور نہ رکھی اس میں کچھ کجی۔"

خلیفے اور فرعون میں فرق

خلیفے اور فرعون میں فرق یہ ہے کہ خلیفہ اپنے آپ کو قوم کا خادم، احکام الٰہی کا پابند اور ان کو نافذ کرنے اور ان پر عمل درآمد کرنے والا، اہل علم و نظر اور متقی و صالح لوگوں پر مشتمل مجلس شوریٰ کے مشوروں سے اہم فیصلے اور اجتہاد کرنے والا ہوتا ہے، نیز وہ اپنے آپ کو قابل مواخذہ یعنی اپنے قول و فعل کے لیے اللہ تعالیٰ اور قوم کے سامنے جوابدہ اور ادارہ حکومت کو اپنی ذات پر مقدم سمجھتا ہے۔ بخلاف اس کے فرعون اپنے ہامانوں یعنی اپنے پروردہ و منظور نظر، منافق و مفاد پرست اور عیار کاسہ لیس مشیروں کی چرب زبانی سے مسحور ہو کر اپنے آپ کو قوم کا مخدوم و مطاع، حاکم و آقا، مطلق العنان حکمران اور مسئولیت سے بالا، نیز اپنی ذات کو ادارہ خلافت پر مقدم سمجھتا ہے۔ علاوہ ازیں خلیفہ متقی و صالح اور عادل و محسن اور فرعون اس کے برعکس ہوتا ہے۔

(اقتباس حسن انقلاب از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر)

ابوبکر صدیقؓ کا فکر آخرت

حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول نے اپنی صاحب زادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بلا کر پوچھا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟"

عائشہ صدیقہ بولیں---- "تین کپڑوں میں"۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے جسم مبارک پر دو پھٹے پرانے کپڑے تھے۔

آپ نے فرمایا--- "یہ دو کپڑے موجود ہیں۔ بس تیسرا بازار سے منگا لینا"۔

حضرت عائشہ نے عرض کیا "ابا جان! ہم تینوں کپڑے نئے خرید سکتے ہیں"۔

صدیق اکبرؓ نے فرمایا "جان پدر! نئے کپڑوں کے مستحق مردوں سے زیادہ زندہ ہیں۔ لہو اور پیپ کے لیے یہی کپڑے ٹھیک ہیں"۔

(ارسال کردہ محمد احمد--- شیخوپورہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کے سائے میں

سید قطب شہید

"رب العالمین"

بہت سے لوگ خدا کو کائنات کا واحد خالق ماننے کے باوجود یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کائنات کے کئی "رب" ہیں۔ جن کا حکم زندگی میں چلتا ہے! یہ بات عجیب بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی مگر دنیا میں ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔

قرآن حکیم نے مشرکین کے ان عقائد کا بیان جگہ جگہ کیا۔ مشرکین کا عقیدہ یوں بیان کیا گیا۔

"ہم ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا سے قریب کردیں" اور اہل کتاب کے بارے میں فرمایا۔ (الزمر۔ ۳)

"انہوں نے اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کے سوا اپنا "رب" بنالیا ہے" (توبہ۔ ۳۱)

اسلام آیا تو زمین پر چھائی ہوئی تمام جاہلیتوں کے عقائد بہت سے "ارباب" کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے، جو ان کے خیال کے مطابق "بڑے خدا" کے ساتھ چھوٹے "معاون رب" کی حیثیت کے حامل تھے۔

"رب العالمین" کے لفظ نے اللہ کی کامل و مطلق ربوبیت اور پوری کائنات پر اس کے حاوی محیط ہونے کا جو تصور پیش کیا ہے۔ وہ توحید اور شرک کو ایک دوسرے سے بالکل جدا کرنے والا ہے۔ عقیدہ توحید کا مقصد یہ ہے کہ سب مخلوقات ایک ہی "رب" کی طرف رخ کریں، ایک ہی مطلق سیادت و حاکمیت کو تسلیم کریں! مختلف "ارباب" کے اقتدار کا کمر توڑ جوا اپنے کندھوں سے اتار پھینکیں اور مختلف "خداؤں" کے درمیان بھٹکتے پھرنے اور حیران و سرگراں رہنے کی مصیبت سے بچ جائیں۔ یہی وہ راہ ہے جس سے مخلوقات کے دل اللہ کی دائمی حفاظت اور قائم و محکم ربوبیت کے زیر سایہ سکون و طمانیت پا سکیں۔ اور انہیں اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ خدا کی سرپرستی و حفاظت ختم، زائل یا معطل ہونے والی نہیں ہے۔ یہ ہے اسلام کا تصور خدا!۔ یہ ارسطو جیسے فلسفی کے تصور خدا سے قطعی مختلف ہے کہ خدا نے کائنات کو تو پیدا کردیا ہے مگر اب وہ اس کا انتظام و انصرام نہیں کر رہا۔ خدا اس سے بلند تر ہے کہ اپنے سے کسی کم تر شے کے بارے میں فکر کرے! وہ صرف اپنی ذات کے بارے میں سوچتا ہے۔ یہ ہے ارسطو کا کائنات کے خالق و مالک کے بارے میں نظریہ، یہ ہے سب سے بڑے فلسفی اور اس کی عقل کا حال جو سب سے بڑی شمار ہوتی ہے۔

قبل از اسلام دنیا میں عقائد، تصورات دیومالائی قصوں، فلسفوں اور اوہام و افکار کا ایک عظیم انبار تھا۔ اس انبار میں حق، باطل کے ساتھ، کھرا کھوٹے کے ساتھ، دین خرافات کے ساتھ، اور فلسفہ دیومالائی قصوں کے ساتھ بری طرح خلط ملط ہو گیا تھا۔ انسانی ضمیر اس عظیم انبار کے نیچے دبا ہوا! تاریکیوں اور وہم و گمان کی وادیوں میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ اسے کسی چیز پر یقین نہ تھا، نہ ثبات و قرار۔

یہ ایک لق و دق صحرا تھا، اس میں نہ ثبات تھا نہ قرار، نہ یقین تھا نہ نور! جب تک انسان کا اپنے خدا اور اس کی صفات سے متعلق تصور و عقیدہ درست اور واضح نہ ہو اس گھٹاٹوپ اندھیرے اس لق و دق صحرا اور اس عظیم اور گراں انبار سے نجات پا کر صحیح، واضح اور محکم فکر و یقین سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔

اس لئے اسلام کی اولین توجہ عقیدہ کو پاک و صاف کرکے توحید کی صورت میں ظاہر ہوئی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اللہ کی ذات و صفات، مخلوقات سے اس کے تعلق کو قطعیت کے ساتھ اس طرح واضح کر دیا گیا کہ انسانی قلب و ضمیر پورے اطمینان کے ساتھ جم سکے۔

مجرد و خالص اور کامل و جامع توحید جس میں دور دور بھی شرک کا شائبہ نہیں ہے اسلامی فکر کی اساس ہے۔ عقیدہ توحید کا حسن و جمال، اس کا کمال و توازن، سادگی و خوبی اس وقت واضح ہوتا ہے جب جاہلیت کے عقائد، تصورات اور فلسفے نگاہوں کے سامنے ہوں اس وقت یہ بات پوری طرح واضح ہو سکے گی کہ اسلامی عقیدہ عظیم رحمت ہے، حقیقی رحمت ہے، جس میں حسن بھی ہے اور سادگی بھی، جس میں وضاحت بھی ہے اور توازن بھی جس کی فطرت کے ساتھ قربت بھی ہے اور ہم آہنگی بھی اسی حقیقت کو علامہ اقبال نے اپنے لافانی شعر میں بیان کرتے ہوئے کہا

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

بقیہ : کراچی

آپ نے موجودہ حکومت کے عزائم کو مختصراً بیان کیا

ایسی ہی ایک منادی جب کراچی شہر کے انتہائی شمال مغرب کی جانب سے آئی تو ناظم تحریک خلافت سندھ و بلوچستان جناب نسیم الدین صاحب نے اس میں شرکت کا پروگرام بنایا۔ تحریک خلافت پاکستان ضلع غربی، جس میں بلدیہ ٹاؤن، اتحاد ٹاؤن اور دوسری متعدد بستیاں ہیں، اس کے ناظم جناب عابد جاوید صاحب نے ایک جلسہ عام کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہ جگہ صدر سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر دور ہے۔ آبادی پھیلی ہوئی ہے اور گنجان بھی۔ یہ علاقہ شہر اور دیہات دونوں کا ملا جلا منظر پیش کرتا ہے۔ R.E.D. روڈ سے متصل ہے۔ یوں تو پورے شہر کی سڑکوں کو بارش نے تباہ کردیا ہے مگر تباہی کا زیادہ حصہ اس علاقے میں آیا ہے۔ سڑک پر جگہ جگہ گڑھے پڑے ہیں جو کہ انتظامیہ کو زبان حال سے مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ جناب نسیم الدین صاحب گاڑی چلا رہے تھے اور ڈرائیونگ کی کوفت اگرچہ ان کے حصے میں زیادہ تھی مگر ہم سب کچھ کم متاثر نہ تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان کھردری سڑکوں اور گڑھوں کو عبور کرتے ہوئے پہنچے بھی اور واپسی بھی ہوئی۔ ناظم حلقہ کے ساتھ معتمد حلقہ سندھ و بلوچستان جناب عبدالرحمن منگورہ صاحب بھی ہم سفر تھے۔

جلسہ بعد مغرب شروع ہوا جس کی صدارت ناظم حلقہ نے کی۔ اس جلسہ میں خلافت کمیٹی ضلع غربی کا اعلان ہونا تھا نیز اراکین خلافت کمیٹی کا تعارف بھی شامل تھا۔ تلاوت و ترجمہ کے بعد ایک بچہ جس کا نام شاہد اقبال تھا، ایک ولولہ انگیز تقریر پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد منتظم جلسہ و ناظم خلافت ضلع غربی جناب عابد جاوید صاحب نے مختصر انداز میں قرآن و حدیث کے حوالے سے نظام خلافت کی اہمیت کو واضح کیا

آخر میں جناب صدر نے اپنے اختتامی خطاب میں حاضرین کے سامنے ایک سوال رکھا کہ آپ تحریکِ خلافت میں شامل کیوں ہوں؟ اس کیوں کا جواب بھی آپ ہی نے قدر تفصیل سے دیا۔

جس مسلمان نے ایک پودا لگایا اور پھر اس نے نشوونما پائی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے اس کے عوض میں جنت میں پودا لگائے گا۔

اسلام کا سیاسی نظام عوام کی حاکمیت کے بجائے خلافت ہے

... مولانا مودودی مرحوم

اسلامی ریاست' جس کا قیام اور فروغ ہمارا نصب العین ہے' نہ تو مغربی اصطلاح کے مطابق مذہبی حکومت (THEOCRACY) ہے اور نہ جمہوری حکومت (DEMOCRACY) بلکہ وہ ان دونوں کے درمیان ایک الگ نوعیت کا نظام سیاست و تمدن ہے۔ جو ذہنی الجھنیں آج کل مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہن میں "اسلامی ریاست" کے تصور کے متعلق پائی جاتی ہیں وہ دراصل ان مغربی اصطلاحات کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے جو

اسلامی ریاست کو جہاں مغربی اصطلاح میں مذہبی حکومت کہنا قطعاً غلط ہے' وہاں اسے جمہوریت سے تعبیر کرنا بھی صحیح نہیں ہے

لازماً اپنے ساتھ مغربی تصورات اور اپنے پیچھے مغرب کی تاریخ کا ایک پورا سلسلہ بھی ان کے ذہن کے سامنے لے آتی ہیں۔ مغربی اصطلاح میں مذہبی حکومت (THEOCRACY) دو بنیادی تصورات کا مجموعہ ہے:

(۱) خدا کی بادشاہی قانونی حاکمیت (LEGAL SOVEREIGNTY) کے معنی ہیں' اور

(۲) پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کا ایک طبقہ جو خدا کا نمائندہ اور ترجمان بن کر خدا کی اس بادشاہی کو قانونی اور سیاسی حیثیت سے عملاً نافذ کرے۔

ان دو تصورات پر ایک تیسرے امر واقعی کا بھی اضافہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام انجیل کی اخلاقی تعلیمات کے سوا کوئی قانونی ہدایت نامہ چھوڑ کر نہیں گئے اور سینٹ پال نے شریعت کو لعنت قرار دے کر عیسائیوں کو احکام توراۃ کی پابندی سے آزاد کر دیا۔ اب اپنی عبادات' معاشرتی معاملات اور سیاست وغیرہ کے لئے عیسائیوں کو قوانین و احکام کی جو ضرورت پیش آئی اسے ان کے مذہبی پیشواؤں نے اپنے خود ساختہ احکام سے پورا کیا اور ان احکام کو خدائی احکام کی حیثیت سے منوایا۔ اسلام میں اس مذہبی حکومت (THEOCRACY) کا صرف ایک جز آیا ہے' اور وہ ہے خدا کی حاکمیت کا عقیدہ۔ اس کا دوسرا جز اسلام میں قطعاً نہیں ہے۔ رہا تیرا جز تو اس کے بجائے یہاں قرآن اپنے جامع اور وسیع احکام کے ساتھ موجود ہے اور اس کی تشریح کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی قولی اور عملی ہدایات موجود ہیں جن کی روایات میں صحیح کو غلط سے ممیز کرنے کے مستند ذرائع ہمیں حاصل ہیں۔

ان دو ماخذ سے جو کچھ ملے صرف وہی من جانب اللہ ہے۔ اس کے سوا کسی فقیہ' امام' ولی یا عالم کا یہ مرتبہ نہیں ہے کہ اس کے قول و فعل کو حکم خداوندی کی حیثیت سے بے چون و چرا مان لیا جائے۔ اس صریح فرق کے ہوتے ہوئے اسلامی ریاست کو مغربی اصطلاح میں مذہبی حکومت (THEOCRACY) کہنا قطعاً غلط ہے۔

دوسری طرف مغرب میں جس چیز کو جمہوری حکومت (DEMOCRACY) کہتے ہیں وہ بھی دو بنیادی تصورات کا مجموعہ ہے:

(۱) عوام کی قانونی اور سیاسی حاکمیت' جو عوام کی اکثریت' یا ان کے منتخب کئے ہوئے نمائندوں کی اکثریت کے ذریعے سے عملاً ظہور میں آئے اور

(۲) ریاست' کا انتظام کرنے والی حکومت کا عوام کی آزادانہ خواہش سے بننا اور بدل سکنا۔

اسلام اس کے صرف دوسرے جز کو لیتا ہے۔ رہا پہلا جز تو وہ اسے دو حصوں میں تقسیم کرکے قانونی حاکمیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص کرتا ہے جس کے احکام (خواہ وہ کتاب اللہ میں ہوں۔ یا سنت رسول اللہ میں) ریاست کے لئے ناقابل تغیر و تبدل قانون کی حیثیت رکھتے ہیں' اور سیاسی حاکمیت کو "حاکمیت" کے بجائے "خلافت" (یعنی اللہ' حاکم حقیقی کی نیابت) قرار دے کر ریاست کے عام مسلمان باشندوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہ خلافت مسلم عوام کی اکثریت یا ان

اگر عوامی نمائندوں اور عوام الناس کے دیئے ہوئے قوانین حاکم اعلیٰ یعنی اللہ کے قانون کے خلاف ہوں یا اس سے تجاوز کریں تو کالعدم ہوں گے

کے معتمد علیہ نمائندوں کی اکثریت کے ذریعے سے عملاً ظہور میں آئے گی۔ اس بنیادی فرق کو دیکھتے ہوئے اسلامی ریاست کو مغربی اصطلاح کے مطابق جمہوریت (DEMOCRACY) کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔ OO

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیگا وہ لوگ کہاں ہیں جو صرف میرے لیے یعنی میری محبت کی وجہ سے لوگوں سے محبت کیا کرتے تھے آج میں اُن کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔

(مسلم شریف)

کیا آپ جاننا چاہیں گے

کہ انگلستان میں ہونے والی پہلی بین الاقوامی

عالمی خلافت کانفرنس

نے امت مسلمہ اور بنی نوع انسان کو کیا پیغام دیا؟

اس کانفرنس میں داعی تحریک خلافت پاکستان

محترم ڈاکٹر اسرار احمد

خصوصی دعوت پر شریک ہوئے ۔۔۔ کانفرنس کی کارروائی انگریزی زبان میں ہوئی ۔۔۔ مقررین کے خطابات پر مشتمل وڈیو کیسٹ درج ذیل پتہ پر دستیاب ہے۔ ہدیہ ۱۵۰/- روپے

مرکزی دفتر تحریک خلافت پاکستان ۳۔ اے مزنگ روڈ' لاہور فون ۳۱۱۶۶۸

ہم سا ہو تو سامنے آئے

وکیل انجم

سیاستدانوں کی قلابازیاں

اقتدار کا نشہ عجب ہوتا ہے۔ سیاست دان اقتدار میں ہوتے ہیں تو ان کے ہوش ٹھکانے نہیں ہوتے۔ بے نظیر نے برسراقتدار آتے ہی ضیاء الحق کے کھاتوں کو کھولا اور ان کے دور کے اہم واقعات کی گونج سنائی دینے لگی اور وہ صرف اور صرف تعمیری کام کرنے کی بجائے سابق دور کے اہم واقعات جمع کرانے میں لگ گئیں۔ ان کے کارکنوں نے ۱۱ سال کی حسرتیں نکالنا شروع کر دیں۔ بے نظیر کو مشروط اقتدار ملا تھا اور وہ غلام اسحاق اور مرزا اسلم بیگ کو اپنی بقا کا اہم ذریعہ سمجھتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے فوج کو "تمغہ جمہوریت" دیا اور فوج کو جمہوریت کا محافظ قرار دیا۔ سیاست دان کور کمانڈر سے ملاقات کر کے اس کی تشہیر اخبارات میں کر کے اپنے لیے اعزاز سمجھنے لگے تھے اور جہاں جمہوریت کی رکھوالی فوج بن جائے' وہاں کے سیاست دانوں کو چوراہوں پر باندھ کر کوڑے مارنے چاہئیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان سے آج تک سیاست دان خود فوج کو مداخلت کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ جیسا کہ غلام محمد نے ایوب خان کو کہا تھا۔ پھر پیرپگاڑا' غلام مصطفیٰ جتوئی' مصطفیٰ کھر اور دیگر سیاست دانوں کے فوج سے قریبی رابطے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بے نظیر کے دور حکومت میں مارچ ۱۹۸۹ء کو "سندھ رجمنٹ سنٹر" کے کانفرنس ہال میں غلام اسحاق خان کو یہ کہنا پڑا تھا کہ "پاکستان میں جمہوریت صرف چیف آف آرمی شاف مرزا اسلم بیگ کی وجہ سے ہے" کیونکہ یہ وہ دور تھا جب نواز شریف غلام اسحاق کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ غلام اسحاق نے اسی موقعہ پر بے نظیر کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "جمہوریت کو مضبوط و مستحکم بنانا ان کا مطمع نظر ہے تو پھر ہارس ٹریڈنگ اور فلور کراسنگ کے مکمل خاتمہ کے لیے مسودہ قانون پیش کریں"۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ کہا کہ "بے نظیر صاحبہ نے میری کسی بات پر کان نہیں دھرا اور وہ کوئی ایسا مسودہ قانون لے کر نہیں آئیں"۔ اس موقعہ پر چیف آف آرمی شاف جنرل اسلم بیگ موجود تھے۔ غلام اسحاق نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا "پاکستان میں آج تک جو جمہوریت ہے' وہ اس شخص کی وجہ سے ہے"۔

بے نظیر اور نواز شریف کے جھگڑوں نے ملک کی ترقی کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر دی تھیں۔ بے نظیر بھٹو نے بحیثیت وزیراعظم بہت کم فائلیں دیکھیں۔ وہ صرف دستخط کرتی رہیں۔ اکثر اوقات ان دیکھی فائلوں پر ✓ کا نشان بناتی رہیں اور جہاں اپنے مختصر دستخط کرنے ہوتے BB کا نشان ثبت کر دیتیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں ہارس ٹریڈنگ کا بہت چرچا ہوا جو کہ ہماری پارلیمانی سیاست میں ان میں ہونے والے شرمناک واقعات کو محفوظ کرنیا ہے۔ لوگوں کے ضمیروں کے سودے ہو رہے تھے' انہیں خرید لیا گیا اور کچھ بکاؤ مال بن کر طوائف کی طرح میدان میں آ گئے۔

ان لوگوں سے قومی سیرت و کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ یہ ہمارے نمائندے تھے۔ ایسے لوگ تو ملک کی آزادی اور قوم کی عزت کے لیے خطرے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ محض جنس تھے اور وہ سیماب صفت ادھر سے ادھر لڑھکتے رہے اور پھر بھی یہ لوگ جمہوریت کے ستون کہلائے۔ انہیں عزتیں دیں' ان کی انہیں خدمات کے عوض محترمہ بے نظیر بھٹو نے انہیں وزارتوں سے محض اس لیے نوازا کہ ان کے ادھر سے ادھر لڑھکنے سے ان کا اقتدار محفوظ رہا تھا۔ اور انہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو ایک عظیم لیڈر قرار دیا تھا۔ اسی طرح پیپلز پارٹی سے بغاوت کر کے میاں نواز شریف کو شیر پاکستان کہنے والے ٹولے نے مفادات کے لیے مرکز اور پنجاب کے سیاسی ناخداؤں کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ ان کے ماضی کے رویے کی روشنی میں ایک مشہور مفکر کا یہ قول بہت صادق آیا کہ "سب سے زیادہ جھوٹ سیاست دان بولتے ہیں" اور مشاہدے سے اس قول کی شہادت بھی ملتی ہے۔

بے نظیر بھٹو نے ایک سیاسی پلٹا یہ کھایا تھا کہ امریکہ سامراج کو اقتدار کا زینہ سمجھنے لگی تھیں۔ حالانکہ پیپلز پارٹی نے اپنے قیام کے اولین دن سے جس سامراج دشمن انقلابی جدوجہد کا اظہار کیا تھا۔ وہ پارٹی عزم سے بے نظیر کے سارے دور میں پارٹی کی بنیادی دستاویزات میں بند رہا اور مصلحت کی سیاست پر بے نظیر پھونک پھونک کر قدم رکھتی رہیں۔ آخرکار ایک خاص موڑ پر آ کر ان کے یہ قدم لڑکھڑا گئے اور انہیں یوں ایک اور امتحان سے گزرنا پڑا۔ وہ ۱۹۹۰ء کے انتخابات تھے۔ آخرکار نواز شریف ون ٹو ون کی بدولت وزارت عظمیٰ تک جا پہنچے۔ انہیں قدم قدم پر دھڑکا لگا رہا کہ فوج ان کی حکومت کا دھڑن تختہ ہی نہ کر دے۔ کیونکہ نواز شریف کے محسنوں میں آئی۔ ایس آئی کا نام نمایاں ہے اور ایک نجی اور آف دی ریکارڈ گفتگو میں حمید گل نے تسلیم کیا تھا کہ "نواز شریف کونسلر نہیں بن سکتے تھے میں نے انہیں ملک کا وزیر اعظم بنادیا"۔ حمید گل سے نواز شریف کے مسئلہ افغانستان پر گہرے اختلافات رہے ہیں اور جس طرح حمید گل کی ریٹائرمنٹ ہوئی' اس واقعات سے حمید گل نواز شریف سے بدظن ہوگئے۔ نواز شریف سب سے زیادہ خوف زدہ مرزا اسلم بیگ سے رہے۔ ان کی مدت ملازمت کے خاتمے کے آخری دن تک ایک انجانا خوف ان کے ذہن پر سوار رہا۔ بعد ازاں یہی خوف انہیں آصف نواز جنجوعہ سے رہا۔ آصف نواز کا شمار سیاست کی تکون میں اہم تھا اور ان کی موت سے اقتدار پر قابض قوتوں کا توازن بگڑ گیا اور ان کی ناگہانی موت سے نواز شریف نے سکھ کا سانس لیا۔ نواز شریف اور غلام اسحاق خان کی گروہی لڑائی نے نواز شریف کا اقتدار اور غلام اسحاق کا وقار داؤ پر لگا دیا تھا۔ نواز شریف نے اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے سیاست کی جتنی بھی منزلیں طے کی ہیں' اس میں انہیں سیاسی بڑوں کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ وزارت عظمیٰ پر پہنچ کر اختیار و اقتدار کی حد ختم نہ ہوئی تو انہیں آٹھویں ترمیم کو ختم کر کے بھٹو بننے کا شوق چرایا اور غلام اسحاق خان کو فضل الٰہی بنا کر ایوان صدر میں محض ایک قیدی کی حیثیت دینا چاہتے تھے لیکن غلام اسحاق خان کی محلاتی سازشوں کے سامنے نواز شریف کے اقتدار کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ یوں لگتا تھا کہ ان کا اقتدار صبح گیا یا شام گیا۔

۲۳ مارچ ۱۹۹۳ء کو فوجی پریڈ کے موقع پر صدر اور وزیر اعظم کے درمیان اس اختلاف کو ہر ناظر نے محسوس کیا تھا۔ نواز شریف نے پہلے ہی سیاسی حملے میں پسپائی اختیار کر لی۔ اس موقع پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ وہ صدر سے محاذ آرائی کے قائل نہیں اور نہ ہی صدر کو مایوس کروں گا۔ اس موقع پر انہوں نے غلام اسحاق خان کی اوٹ میں چھپ کر حملہ کرنے والوں کو خبردار کیا۔ جب اچانک تلخیوں میں کمی ہوئی' غلام اسحاق نے طویل مدت کے بعد اس عندیہ کا اعلان کیا کہ مفاہمت کے دروازے وزیراعظم کے لیے کھلے ہیں۔ غلام اسحاق کا یہ اعلان سنتے ہی نواز شریف کی کچن کیبنٹ ایوان صدر کی طرف دوڑ پڑی۔ نواز شریف نے اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے غلام اسحاق خان کو مسلم لیگ کی طرف سے نہ صرف صدر نامزد کرنے کی یقین دہانی کرائی بلکہ انہوں نے آٹھویں ترمیم پر لب کشائی نہ کرنے کی یقین دہانی بھی کرا دی۔ آخرکار اس سازشی ماحول سے اٹھنے والے سیاسی طوفانوں نے ملک کی سیاست اور معیشت کے دہانے پر لاکھڑا کیا تھا اور یہ وہ دور تھا جب سیاست دان لاشوں سے بھی گزرنے کے خواہاں تھے۔ خواہ وہ جمہوریت کی لاش تھی۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے لانگ مارچ کی صورت میں ایک قدم بھی نہ بڑھایا تھا لیکن پھر بھی نواز شریف کے مستحکم اقتدار کی جبری رخصت کا بہانہ بنا لیا گیا تھا۔ نواز شریف کو اکثریت حاصل تھی۔ ان کی اکثریت پر عدالت کی مہر تصدیق بھی لگ چکی تھی۔ ملک میں امن و امان کی صورت بھی نارمل تھی۔ سڑکوں پر ایسی تحریک نہ تھی کہ ملک کا کاروبار ٹھپ ہوگیا ہو۔ فوج کے دباؤ کے تحت ختم ہونے والے سنسنی خیز ڈرامے میں جمہوری نظام کے اعتبار اور وقار کو اور زیادہ مجروح کر ڈالا تھا۔ فوج نے اس کھینچا تانی میں اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے ایسا راستہ اختیار کیا جو بظاہر ناگزیر تھا۔ امریکہ سے نازل ہونے والے معین قریشی نے جس کے پاس نہ پاکستان کا شناختی کارڈ تھا اور نہ پاسپورٹ نے آتے ہی ماضی کی سیاسی تلخیوں کو کم کرنے اور سیاست کو دوبارہ بااصول سیاست کی پٹڑی پر چڑھانے کا عزم کرتے ہوئے ضیاء الحق سے نواز شریف تک لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کے نامہ اعمال کو کھولا تو اس سے ایسے لوگ بے نقاب ہوئے جو جمہوریت کے اور اصولوں کے چیمپئن بنے بیٹھے تھے۔ انہوں نے قومی خزانے کو جس طرح لوٹا' یہ ایک طرح کی ڈکیتی تھی' جو سیاسی وفاداریوں کو بدلنے یا قائم رکھنے کے لیے کی گئی تھی اور قومی امور جیسے معاملات کو اقتدار اور جھوٹی انا کی صلیب پر مصلوب کر دیا گیا تھا اور ان لوگوں نے وفاداریاں بدلنے کے ایسے ایسے ریکارڈ قائم کیے کہ انہوں نے ایک ہی دن میں حکومتوں کا توازن بگاڑ کر رکھ دیا اور یہ وفاداریاں بشرط استواریوں کے اصول پر قائم تھیں۔ انہی سیاسی لوٹوں کو دیکھ کر ہر شہری یہ سوچنے لگا تھا کہ اگر آج راجہ رنجیت سنگھ کا سیاسی جنم ہو اور وہ پھر اقتدار پر جلوہ افروز ہو جائیں تو یہ تمام موقعہ پرست خود غرض اور بے اصول سیاست دان "اکالی" بن جائیں گے۔

GRAPHIC DESIGN SERVICES
Hajvairi Market 115 McLeod Road Royal Park, Lahore Ph: (PP) 7223267

22-10-94 برائے ترسیل
1995
MED
FLIGHT

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ

ندائے خلافت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر --- 9184
جلد : --------- 3
شمارہ : ------- 40
مقام اشاعت : K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
مطبع مکتبہ جدید پریس لاہور

مدیر : اقتدار احمد
نائب مدیر : مرزا ندیم بیگ
نعیم اختر عدنان
ترتیب و تزئین
رابطہ آفس

نواز شریف نے ڈنڈے اور مکے کی بات کر کے خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی ہے - ڈاکٹر اسرار احمد

ملک کی تشویش ناک صورت حال کی وجہ "اسلام اور نظریہ پاکستان سے بے وفائی" ہے

لاہور (نامہ نگار) امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف کی طرف سے آج پیش کیے گئے پیکج پر حکومت کو ضرور غور کرنا چاہیے۔ اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے تو سنجیدہ مذاکرات کا دروازہ اب بھی کھل سکتا ہے۔ مسجد دارالاسلام باغ جناح میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کی پہیہ جام ہڑتال کے بارے میں نواز شریف صاحب نے ڈنڈے اور مکے کی بات کر کے خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی ہے اور اگر پیپلز پارٹی کے ورکر بھی میدان میں نکل آئے تو جو فساد شروع ہوگا وہ خدا جانے کہاں تک پھیلے۔ خانہ جنگیوں کی ابتداء اسی طرح ہوا کرتی ہے جو خدانخواستہ شروع ہوگئی تو یہاں بھی ہمارے دشمن کو اسی طرح اپنے بھیانک و مذموم عزائم پورا کرنے کا ایک اور موقع مل جائے گا، جیسا موقع ایک بار پہلے ہم نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے مشرقی پاکستان میں اسے خود ہی فراہم کر دیا تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے واضح کیا کہ پہیہ جام ہڑتال کسی بڑی بدامنی کے بغیر کامیاب ہوگئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ملک کی شہری آبادی کا بڑا حصہ موجودہ حکومت سے نالاں ہے اور ہمارے ہاں کی جمہوری حکومتیں محض دیہی علاقوں کے بل پر اقتدار میں نہیں رہ سکتیں۔ اس صورت میں ایک اور الیکشن کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہوگا اور ہمارے ہاں اس بات کی ضرورت بھی ہے کہ جیسے اوپر تلے کئی الیکشن ہو چکے ہیں، ویسے ہی ایک دو اور بھی دور چل جائیں تو دو جماعتی نظام کے استحکام اور سیاسی وابستگیوں کی مضبوطی میں اضافہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جو جمہوریت ہم اپنے ملک میں چلانا چاہ رہے ہیں، اس کے لیے یہ عوامل ضروری ہیں اور سب نے دیکھا ہے کہ سابقہ اکھاڑ پچھاڑ سے کم از کم یہ خیر تو ضرور برآمد ہوا ہے کہ اب عام آدمی بھی دو جماعتی سیاسی نظام کو سمجھنے لگا ہے اور سیاسی وابستگی میں پختہ ہوگئیں تاہم منفی نتیجہ یہ نکلا کہ مذہبی سیاسی جماعتیں ایل بی ڈبلیو ہوگئیں اور ایک اہم بات یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے گزشتہ انتخابات سے ایم۔ کیو ایم نہ جانے کیوں اور کیسے الگ رہ گئی یا رکھی گئی۔ یہ ایک بڑی کمی تھی جس کی تلافی ضروری ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ سیاسی عمل کی طویل بندش کا اتنا خمیازہ تو ہمیں بھگتنا ہی ہوگا۔ امیر تنظیم اسلامی نے خبردار کیا کہ ملک میں محاذ آرائی کی شدت تین گوشوں میں انتہا کو چھو رہی ہے۔ سیاسی محاذ آرائی کی بھٹی پوری طرح دہکائی جا رہی ہے اور فرقہ وارانہ منافرت بھی روز افزوں ہے تاہم علاقائی اور لسانی محاذ آرائی اندر ہی اندر لاوے کی طرح پک رہی ہے اور سندھ کے بعد اب پنجاب کو بھی اپنی لپیٹ میں لیتی نظر آتی ہے۔

اسلام اور نظریہ پاکستان سے بے وفائی کو ڈاکٹر اسرار احمد نے اس تشویش ناک صورت حال کا اصل سبب قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا جو ہماری علیحدہ قومیت کا واحد جواز تھا ورنہ کوئی اور تاریخی و جغرافیائی یا لسانی و تہذیبی سارا تحریک پاکستان کو میسر ہی نہیں تھا۔ اب ہمارے استحکام کی ضمانت تو صرف دین کی پناہ میں آ جانے پر مہیا ہو سکے گی۔ تاہم عارضی انتظامات کے طور پر سیاسی عمل کو صحت مند بنیادوں پر استوار کرنا ضروری ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ وہ مذہبی سیاسی جماعتیں بھی اگر پوری طرح متحد ہو کر ایک جان نہ ہو سکیں، جو اب تک انتخابات کو بھی اصلاح کا ایک موثر ذریعہ سمجھتی ہیں ملک کے سیاسی افق سے بالکل محو ہو جائیں گی اور اسی طرح کی ان دینی جماعتوں کو بھی کم از کم ایک متحدہ محاذ ضرور بنا لینا ہوگا جو انتخاب سیاست سے کسی خیر کی توقع نہیں رکھتیں۔ ان لوگوں کو فوری طور پر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر آپس میں تبادلہ خیال کرنا چاہیے، جس کے آغاز کا ایک موقع ہم نے اپنی تنظیم اسلامی کے آئندہ سالانہ اجتماع میں اسی ماہ پیدا کیا ہے۔ اس میں الگ الگ تشخص رکھنے والی لیکن ہم خیال جماعتوں اور گروہوں کے قائدین کو خود اپنی زبانی ہمارے کارکنوں کے سامنے بھی اپنے مستقل لائحہ عمل اور فوری تدابیر و تجاویز کو پیش کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ توقع کی جا سکتی ہے کہ اس سے افہام و تفہیم کے اس عمل کی ابتداء ممکن ہے جو ایک متحدہ محاذ کی شکل اختیار کر کے ہماری منتشر طاقت کو مزاحمت کی ایک موثر قوت بنا دے گی۔

شریعت چاہیے بس شریعت

پشاور (پ ر) پشاور ٹیلی ویژن کی ٹیم عوامی مسائل کی ریکارڈنگ کرنے کے لیے سوات پہنچی تو وہاں پر موجود لوگوں کی کثیر تعداد کا کہنا تھا کہ ہمیں سڑکیں، سوئی گیس اور ترقیاتی کام نہیں چاہیے بلکہ صرف اور صرف شریعت چاہیے۔

"تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیے"

قرآنی فیصلہ ہے کہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی ہدایت سے محروم کر دیتا ہے"۔ (المائدہ، ۵۵)

زیر نظر تصویر میں پی۔ ایل او کے رہنما یاسر عرفات، اسرائیلی وزیر اعظم اضحاق رابن کو یمن سے دریافت ہونے والا تورات کا قدیم نسخہ پیش کر رہے ہیں۔ تصویر میں یاسر عرفات کے چہرے سے "ذلت و مسکنت" کے آثار نمایاں ہیں جب کہ اضحاق رابن کا "فاتحانہ" انداز بھی قابل غور ہے۔

ہماری دعوت صرف اور صرف اسلام کے لیے ہے (اویس قاسم)

لاہور (نامہ نگار) ہماری دعوت اور ہماری جدوجہد کا مقصد صرف اور صرف اسلام ہے اور ہم اپنی جدوجہد کے ذریعے ہر درسگاہ میں اسلام کا سکہ چلانا چاہتے ہیں اور درسگاہوں میں اسلام کے سپوت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کے سابق ناظم اعلیٰ اویس قاسم نے جمعیت کے ۴۱ ویں سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

انہوں نے کہا کہ اس مقصد کے لیے جمعیت کسی قربانی سے گریز نہیں کرے گی اور ہم شہادتوں اور آزمائشوں سے گھبرانے والے نہیں ہیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ کسی شخصیت، قومیت یا وطن کے لیے نہیں بلکہ صرف اسلام کی سربلندی اور اس کے نفاذ کے لیے قربانیاں دے رہی ہے۔

انہوں نے کارکنوں سے کہا کہ وہ جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر کفر کا مقابلہ کریں اور اسلام کا امن بھرا پیغام ہر ایک درسگاہ تک پہنچائیں۔

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں مولانا اکرم اعوان، میجر (ر) امین منہاس اور سید جمال کاظمی نے شرکت کی دعوت قبول کرلی

لاہور (نامہ نگار) تنظیم اسلامی پاکستان کا سالانہ اجتماع ۲۱ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے، اس اجتماع میں دوسری اسلامی تحریکوں کے قائدین کو بھی خطاب کی دعوت دی گئی ہے۔

تحریک الاخوان کے قائد مولانا محمد اکرم اعوان، تحریک اسلامی انقلاب کے قائد سید محمد جمال الدین کاظمی اور میجر امین منہاس نے دعوت قبول کر لی ہے۔

"ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے والا ہے"

خلیجی ریاستیں اسرائیل میں تیل ذخیرہ کر کے یورپ میں فروخت کرنا چاہتی ہیں

اسرائیل پر اقتصادی پابندیاں عرب لیگ نے نافذ کی تھیں، وہی ختم کر سکتی ہے

بیت المقدس (فارن ڈیسک) تیل کی دولت سے مالا مال خلیج کی تعاون کونسل اسرائیل میں تیل ذخیرہ کرنا چاہتی ہے، جسے یورپ میں فروخت کیا جائے گا۔ یہ بات اسرائیل کے وزیر توانائی موشے شاہال نے وائس آف امریکہ سے کہی۔ انہوں نے کہا کہ اب جب کہ خلیج کی چھ ریاستوں نے پابندی ختم کر دی ہے، تو ان ریاستوں کی تجارتی کمپنیوں کے ساتھ براہ راست رابطے قائم ہونے کی امید ہے۔

واضح رہے کہ جدہ میں عرب لیگ نے اپنے ایک بیان میں ان چھ خلیجی ریاستوں پر نکتہ چینی کی ہے، جنہوں نے اسرائیل کے خلاف اقتصادی پابندیوں کو ختم کر دیا ہے۔ عرب لیگ نے کہا کہ اسرائیل کے خلاف اقتصادی پابندیاں عرب لیگ نے عائد کی تھیں۔ لہٰذا یہ پابندیاں بھی عرب لیگ ختم کر سکتی ہے۔ جب کہ یہ اختیار کسی اور ملک کو نہیں ہے۔

مکار اور ظالم ہندو کی مسلمان دشمنی

دہلی (ریڈیو رپورٹ) بھارت کے متعصب ہندوؤں کی مسلمان دشمنی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بھارتی دور درشن پر جاری اردو بلیٹن کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا اور بنگلور کے ٹی وی اسٹیشن پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں پولیس نے فائرنگ کی اور ۴ افراد ہلاک اور ۳۳ زخمی ہوگئے۔

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں!

ڈاکٹر اسرار احمد کے سندھ میں داخلے پر پابندی

کراچی (نامہ نگار) امیر تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد کے سندھ داخلے پر حکومت نے پابندی لگا دی ہے۔ اس پابندی کی وجہ سندھ کے تشویش ناک حالات بتائے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ امیر تنظیم ان دنوں کراچی کے دورے پر روانہ ہونے والے تھے۔

تحریک خلافت ضلع غربی (کراچی) کا پہلا جلسہ عام

پاکستان کی تاریخ میں ۱۱ ستمبر کی اہمیت قائد اعظم کی وفات کے حوالے سے ہے۔ سرکاری چھٹی ہوتی ہے۔ حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف دونوں آج کے دن قائد اعظم کے گن گاتے ہیں۔ یقین، اتحاد اور تنظیم کے الفاظ ہر مقرر کی زبان پر ہوتے ہیں۔ اس امر میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کا اتحاد ہے۔ اور یہ دونوں کا مشترک سرمایہ ہے۔ پھر سال بھر تک یقین، اتحاد اور تنظیم کی مٹی پلید کی جاتی ہے۔ اس بات میں بھی دونوں دھڑے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ امسال بھی قائد اعظم کو ایک نئے انداز سے خراج تحسین پیش کیا گیا۔ حزب اختلاف نے قائد اعظم کے مزار پر حاضری دی، خشوع و خضوع سے دعاء کی اور حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے "سفر نجات" پر بذریعہ ٹرین کراچی سے روانہ ہوگئے۔

حزب اقتدار بھی قائد اعظم کے مزار پر حاضر ہوئی، اس نے بھی دعا کی کہ اس "تحریک سفر نجات" سے کسی صورت نجات مل جائے۔ دعا کس کی قبول ہوتی ہے یہ تو مستقبل ہی بتائے گا، لیکن یہ ایک اپنے ایمان کی حفاظت کا واحد ذریعہ نظام خلافت کا قیام ہے۔ ایک مسلمان پر اس کے قیام کی کوشش فرض ہے۔ ہماری بقا بھی اسی میں ہے کہ ہم اسے اپنی سرزمین پر قائم کریں، تمام فتنوں کا سدباب بھی اسی سے ہوگا۔ آپس کی نفرتیں بھی اسی سے دور ہوں گی اور اسی کے قیام پر اخوت کے فروغ کا دارومدار ہے۔ ایک مسلمان کی دنیا و آخرت بھی اسی سے وابستہ ہونی چاہئے۔

عشاء کی اذان نے تقریر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ صاحب صدر نے چند جملوں کے بعد اپنی گفتگو ختم کر دی۔ جناب عابد جاوید صاحب کی نگاہ سامعین میں سے جناب نظر گل صاحب پر پڑی، انہوں نے ان سے درخواست کی کہ چند منٹ آپ بھی کچھ بیان کریں

(باقی صفحہ ۲)

سانحہ ارتحال

تنظیم اسلامی پشاور کے رفیق طارق خورشید اور گوجرانوالہ کے رفیق خورشید نبی کے جواں سال ماموں زاد بھائی زاہد بشیر شاہدرہ کے قریب موٹر سائیکل اور ٹرک کے حادثے میں وفات پا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔

(آمین)